(وحی اللہ)

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا
لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی
ظاہر کر دیگا

یہ کتاب جس کا نام ہے

احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے

کلام اعلیٰ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی
(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہماری جماعت [illegible]
[illegible] اشاعت کریں [illegible] آمدہ نسل کیلئے [illegible]
[illegible]
[illegible] دعائیں کی ہیں [illegible]

ابو الفضل محمود نے قادیان سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

"میری فتح ہوئی"

"میرا غلبہ ہوا"

(الہام مسیح موعود)

از تقریر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء)

احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟

ایک جماعت الگ بنانے کی وجہ

کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفاتِ مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفاتِ مسیح کے قائل نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز روزہ اور زکوٰۃ اور حج وہی ہے۔ سو سمجھنا چاہیئے کہ یہ بات صحیح نہیں۔ کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیاتِ مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے۔ اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص

مبعوث کیا جاتا اور ایک جماعت الگ بنائی جاتی اور ایک بڑا شور برپا کیا جاتا۔ یہ غلطی درحصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی۔ اور کئی خواص اور اولیاء اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا۔ اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالےٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔ لیکن اس زمانہ میں بہت سی باتیں مسلمانوں کے درمیان ایسی داخل ہوگئی ہیں جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

وفات مسیح میں حیات اسلام ہے

ہاں اس میں شک نہیں کہ وفات مسیح کا مسئلہ اس زمانہ میں حیات اسلام کے واسطے ضروری ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بیشک ہر بات پر قادر ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ ایسے امور کے سخت مخالف ہے جو دین کو نقصان پہنچانے والے ہوں۔ حیات مسیح کا مسئلہ اوائل میں صرف ایک غلطی تھی مگر آجکل وہ ایک اژدہا ہے۔ جب عیسائیوں کا

خروج زور سے ہوا اور انہوں نے مسیح کی زندگی کو ایک
قوی دلیل اسکی خدائی کے واسطے پکڑی۔ اور کہا کہ اگر کوئی
دوسرا انسان ایسا کرسکتا ہے تو آدم سے لیکر آجتک اسکی
کوئی نظیر پیش کرو۔ اور درحقیقت اگر یہ بات صحیح ہوتی
جو عیسائی کہتے ہیں کہ وہ زندہ آسمان پر چلا گیا۔ اور
عرش پر بیٹھا ہے تو اسلام کے واسطے ایک ماتم کا
دن ہوتا۔ اسلام توحید کے واسطے آیا ہے۔ وہ نہیں
چاہتا کہ کوئی کمزوری باقی رہے۔ خدا تعالیٰ وحدہٗ لاشریک
ہے۔ اگر کسی دوسرے کو خصوصیت دی جاوے۔ تو یہ
خدا تعالیٰ کی شان میں فرق لانا ہے۔ اس بات سے
دھوکہ نہ کھاؤ جو لوگ کہدیتے ہیں کہ کیا خدا قادر نہیں؟
خدا تعالیٰ بیشک قادر ہے۔ لیکن تمام جہان میں سے کسی
ایک شخص کو بعض وجوہ کی خصوصیت دینا جو دوسروں کے
واسطے نہیں ایک مبدأ شرک ہے۔ اور ایسے شخص کو گویا
شریک باری ٹھہراتا ہے۔ جو مسلمان اس زمانہ میں یہ عقیدہ

پیش کرتے ہیں کہ عیسیٰ ابتک زندہ چلا آتا ہے۔ وہ اسلام کے اندرونی دشمن اور اسلام کے واسطے مارِ آستین ہیں۔

تَوَفّیٰ کے لفظ کے معنے جب تمام جہان کے انسانوں کے واسطے موت کے ہیں۔ جب یہود و نصاریٰ۔ اسلام۔ تمام قوموں کی لغات میں اس لفظ کے معنے موت کے ہیں تو پھر مسیح کے واسطے کیا خصوصیت ہے کہ صرف ایک انسان کے واسطے اس لفظ کے معنے اور ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک موٹی بات ہے۔ اور یہ مسئلہ دراصل ایسا باریک نہیں کہ اس کے واسطے کسی عظیم الشان مجدّد کی ضرورت ہوتی۔ یہی لفظ تَوَفّیٰ کا جبکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بولا جاتا ہے تو اس کے معنے سوائے موت کے اور کچھ نہیں لئے جاتے۔

زندہ نبی کون ہے؟

حالانکہ اگر کوئی زندہ نبی ہے تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں۔ بعض کا یہ عقیدہ حیات النبی

پر کتابیں لکھی ہیں۔ اور ہمارے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی حیات کا ثبوت بھی موجود ہے۔ کیونکہ زندہ نبی وہ ہے
جسکے برکات اور فیوض ہمیشہ جاری ہوں۔ سو خدا تعالیٰ نے
مسلمانوں کو کبھی ضائع نہیں کیا۔ ہر صدی کے سر پر وہ ایسے
آدمی بھیجتا رہا ہے جو مناسب حال اصلاح کرے۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ ہم نے ہی یہ ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی
اسکے محافظ ہیں۔ محافظت کا لفظ ہی دلالت کرتا ہے کہ مجدد
پیدا ہوتے رہیں گے۔ جب ایک صدی گزر جاتی ہے اور
پہلی نسل اٹھ جاتی ہے۔ اور پچھلے عالم۔ حافظ۔ اولیاء اللہ
ابدال فوت ہو جاتے تو دین کو تازہ رکھنے کیلئے خدا تعالیٰ
اپنی طرف سے نئے آدمی پیدا کرتا ہے۔ ہر صدی کے سر پر
ایسے مجدد ہوتے رہتے ہیں جو غلطیوں اور بدعادتوں اور
سستیوں اور غفلتوں کو انکے ذریعہ سے دور کیا جاتا ہے
یہ خصوصیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو ملی ہے۔ اور یہی
آپکی حیات پر دلالت کرتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات کی تاثیر ایسے تھے کہ صحابہ رضا نے جانیں دیدیں۔ اور آجتک لوگ ان برکات سے فیوض حاصل کر رہے ہیں۔ برخلاف اس کے حضرت عیسیٰؑ کی تاثیر کا یہ حال تھا کہ اس کے سامنے ایک شاگرد نے تیس روپیہ لیکر پکڑوا دیا اور دوسرے نے جو سب سے اوّل نمبر کا حواری تھا مُنہ پر تین دفعہ لعنت ایسے نازک وقت میں کی۔

پھر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیر اور برکات اور قوتِ قدسیہ کا نتیجہ ہے کہ قرآن شریف کی اسقدر حفاظت ہوئی۔ ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں ہزاروں لوگ قرآن شریف یاد کرتے ہیں اور سناتے ہیں برخلاف اس کے انجیل کا پتہ ہی نہیں لگتا کہ سچّی انجیل کونسی ہے اور جھوٹی انجیل کونسی ہے۔

پھر یہ سوچنا چاہیئے کہ حضرت عیسٰی کی حیات کے عقیدہ نے آجتک دنیا میں کیا بنایا ہے اور کیا فائدہ

بنی آدم کو پہنچایا ہے ؟ سوائے اس کے کہ ۴۰ کروڑ
انسان مردہ پرست بن گیا۔
پس پہلوں نے اگر وفات مسیح کے مسئلہ میں اجتہادی
غلطی کھائی تب بھی انکو ثواب ہے۔ کیونکہ مجتہد کے
متعلق لکھا ہے کہ قَدْ یُخْطِی وَیُصِیْبُ کبھی خطا کرتا ہے
اور کبھی صواب۔ مشیئت الٰہی نے ان سے جو کچھ کرایا
سو کرایا۔ اس میں بھی اسرار الٰہی تھے۔ خدا نے ایک
معاملہ ان سے مخفی رکھا اور وہ غفلت میں رہے۔ خدا
جب چاہتا ہے ایک بھید کو مخفی کرتا ہے جب چاہتا
ہے ظاہر کر دیتا ہے۔ ہاں اس زمانہ کے لوگوں پر خدا تعالیٰ
نے اس مسئلہ کی حقیقت کھول دی ہے۔ اسوقت اسلام
تنزل کی حالت میں ہے اور دن بدن عیسویت کا شکار
ہوتا جاتا ہے۔ ایسے ہی مسائل روز بروز لوگوں کے کانوں
میں پھونک کر انکو برگشتہ کر دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ
نے اس زمانہ میں چاہا ہے کہ لوگوں کو متنبہ کر دے۔

ایک عیسائی سے پوچھنا چاہیئے۔ اگر سب لوگ مل کر یہ عقیدہ قائم کرلیں۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یہی کہ عیسائیت دنیا سے نابود ہوجائیگی۔ تعجب ہے کہ عیسائی تو مسلمانوں کی گردن کاٹنے کے واسطے ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔ اور مسلمان بھی اپنی گردن کٹوانے کے واسطے انکی امداد میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں انکی مثال یہی ہوتی ہے کہ ؎

یکے بر سر شاخ و بن می برید

وفاتِ مسیح کے سوا اور غلطیاں

سو اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اس غلطی کو دور کرے لیکن اس سلسلہ کو قائم کرکے اللہ تعالیٰ اور بہت سی غلطیوں کو دور کرنا چاہتا ہے۔ اس وقت توحید صرف زبان پر رہ گئی ہے۔ سچا موحّد کوئی نظر نہیں آتا۔

دنیا پرستی

ہر ایک دل دنیا کی محبت میں غرق ہو رہا ہے۔ کسی کو دین کے واسطے ذرہ برابر کام کرنا ہوتا ہے تو وہ سوچ بچار میں پڑ جاتا ہے۔ اس وقت دین غریب بیکس اور یتیم ہو رہا ہے۔ یہ کلمہ نہایت وزن دار۔ سچا اور بابرکت ہے کہ حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ۔ دنیا کی محبت ہر بدی کی ابتدا ہے۔ اکثر لوگ دنیا ہی سے محبت کے سبب ہلاک ہو رہے ہیں ورنہ وہ جانتے ہیں کہ جس مذہب اور طریقہ کو انہوں نے اختیار کر رکھا ہے وہ اچھا نہیں۔ اکثر ہندو اور آریہ دل سے جانتے ہیں کہ انکے اصول اور فروع اچھے نہیں ہیں۔ ہزاروں عیسائی بخوبی آگاہ ہیں کہ عیسےٰ ایک انسان تھا اور وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن دنیا کی محبت ہے جو انہیں کچھ کرنے نہیں دیتی۔ اور زیادہ تر عیسویت کی امداد میں عورتیں ہیں جو جاہل ہیں اور شرک عورت سے

ہی شروع ہؤا ہے۔ اور وہ عورتوں کے ساتھ ہی اس
کا قیام ہے۔ یورپ کے عالم اور فاضل لوگ اس کے
قائل نہیں رہے۔ اور درحقیقت عیسوی مذہب ہی
ایسا ہے کہ فطرتِ انسانی اسکو دھکّے دیتی ہے۔
فطرت اسکو مان ہی نہیں سکتی۔ اگر درمیان دنیا کا
تعلق اور محبّت نہ ہوتی تو انکا ایک گروہ کثیر آج ہی
مسلمان ہو جاتا۔ بعض لوگ مدت تک بظاہر عیسائی رہکر
بالآخر مرتے وقت یہ وصیت کرجاتے ہیں کہ ہم مسلمان
ہیں۔ اور ہماری تجہیز وتکفین اسلام کے مطابق ہو۔
اسلام لوگوں کے دلوں میں گھر کر رہا ہے۔ اور
یورپ اور ایشیا کے لوگ اندر ہی اندر اس بات کو
بخوبی سمجھ رہے ہیں کہ دیگر تمام ادیان باطل ہیں۔ مگر
دنیا سب کو محبوب ہو رہی ہے۔ یہ ایک زہر ہے۔
جو ایک منٹ کیا ایک سیکنڈ میں ہلاک کر دیتی ہے
بڑا گناہ جو اِس زمانہ میں پیدا ہؤا ہے وہ حُبِّ دنیا

ہی ہے۔یہ ایک باریک زہریلا کیڑا ہے جو کہ خوردبین
سے بھی نظر نہیں آتا۔

متابعتِ نبویؐ نہیں

مسلمانوں کے اندرونی فرقے بھی بخوبی جانتے ہیں
اور ان کے دل پہچانتے ہیں کہ کس فرقہ کے عمدہ
اصول ہیں۔ اور خدا تعالیٰ اسوقت کیونکر راضی ہو
سکتا ہے مگر انکی اندرونی حالتیں خراب ہیں۔ قرآن
شریف میں آیا ہے۔قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ
فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اے نبی تو کہدے کہ
اگر تم اللہ تعالیٰ سے پیار کرتے ہو تو آؤ میری پیروی
کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریگا۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ کیا یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی متابعت کرتے ہیں؟ کیا انکی طرح آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سود لیتے تھے یا غفلت کرتے تھے
یا نفاق کرتے تھے یا دنیا کو دین پر مقدم کرتے

تھے؟ یہ سب باتیں ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں - اور
ان میں وہ باتیں وہ نہیں رہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے متبعین کی ہوا کرتی تھیں - چاہئے کہ جس طرح
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بسر کیا کرتے تھے
اسی طرح زندگی بسر کریں - تب سچے مسلمان ہو جائینگے
اب تو ان کے دلوں میں اسلام کا مذہب نہیں رہا
صرف مذہب رہ گیا اور آثار میں اسلامی نشانات موجود - ہیں
صحابہ کی یہ حالت تھی کہ نہ دنیا ان سے پیار کرتی
تھی اور نہ وہ دنیا سے پیار کرتے تھے - انہوں نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں ایک نئی
زندگی حاصل کی تھی - اب دیکھنا چاہیئے کہ کیا ان
لوگوں کا قدم صحابہ رضی کے قدموں پر ہے؟ ہرگز
نہیں - پس خداتعالیٰ کا منشاء اس سلسلہ کے قیام
سے یہ ہے کہ لوگ پھر اس راہ پر چلنے
لگیں -

خشیۃ اللہ نہیں

آجکل تو لوگوں کی یہ حالت ہے کہ تین تین آنے کے واسطے جھوٹی گواہیاں دیتے پھرتے ہیں۔ کیا وکلاء قسماً کہہ سکتے ہیں کہ وہ عدالتوں میں سچ بولتے ہیں۔ اور سچ کی پیروی کرتے ہیں؟ وہ صرف اپنا پہلو بچاکر جھوٹ سچ جو کچھ ہو بولتے چلے جاتے ہیں۔ کیا یہ دین ہے؟ اور خدا تعالیٰ نے یہی حکم دیا ہے کہ تم مطلق الشان ہو جاؤ اور جھوٹ کو شیرِ مادر سمجھ لو؟ خدا نے جھوٹ کو شرک کے ساتھ ملاکر ہر دو کی ایک ہی جگہ ممانعت فرمائی ہے۔ جیسا کہ خدا کو چھوڑکر کوئی شخص بت کے آگے اپنا سر جھکاتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے۔ کہ میں اسی کے ذریعہ سے پار ہو جاؤں گا۔ یہ کسقدر خرابی کی بات ہے۔ خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں کہ وہ گزارہ چلا سکتا ہے۔ اِس موقعہ پر مثال کے لئے میں اپنی ایک آپ بیتی سناتا ہوں۔

سچ کی آزمائش

از آنجملہ ایک واقعہ یہ ہے۔ کہ تخمیناً ۲۷ یا ۲۸ سال کا عرصہ گزرا ہوگا یا شاید اس سے کچھ زیادہ ہو کہ اس عاجز نے اسلام کی تائید میں آریوں کے مقابل پر ایک عیسائی کے مطبع میں جس کا نام رلیا رام تھا اور وکیل بھی تھا اور امرتسر میں رہتا تھا۔ اور اس کا ایک اخبار بھی نکلتا تھا۔ ایک مضمون بغرض طبع ہونے کے ایک پیکٹ کی صورت میں جس کی دونو طرفیں کھلی تھیں بھیجا۔ اور اس پیکٹ میں ایک خط بھی رکھ دیا۔ چونکہ خط میں ایسے الفاظ تھے جنمیں اسلام کی تائید اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تھا۔ اور مضمون کے چھاپ دینے کے لئے تاکید بھی تھی۔ اس لئے وہ عیسائی مذہب کی مخالفت کی وجہ سے افروختہ ہوا۔ اور اتفاقاً اسکو دشمنانہ حملہ کے لئے یہ موقعہ ملا کہ کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں رکھنا

قانوناً ایک جرم تھا جسکی اِس عاجز کو کچھ بھی اطلاع نہ
تھی۔ اور ایسے جرم کی سزا میں قوانین ڈاک کی رو سے
پانچ سو روپیہ جرمانہ چھ ماہ تک قید ہے۔ سو اس نے
مخبر بن کر افسرانِ ڈاک سے اِس عاجز پر مقدمہ دائر
کر دیا۔ اور قبل اس کے مجھے اِس مقدمہ کی کچھ اطلاع
ہو۔ رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ رلیا رام
وکیل نے ایک سانپ میرے کاٹنے کے لئے مجھ کو
بھیجا ہے۔ اور میں نے اسے مچھلی کی طرح تل کر واپس
بھیجدیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ اس بات کی طرف
اشارہ تھا کہ آخر مقدمہ جس طرز سے عدالت میں فیصلہ
پایا۔ وہ ایک ایسی نظیر ہے جو وکیلوں کے کام میں
آسکتی ہے۔

غرض میں اِس جرم میں صدر ضلع گورداسپور میں طلب
کیا گیا اور جن جن وکلاء سے مقدمہ کے لئے مشورہ
کیا گیا انہوں نے یہی مشورہ دیا کہ بجز دروغگوئی کے

اور کوئی راہ نہیں۔ اور یہ صلاح دی کہ اس طرح اظہار دیدو کہ ہم نے پیکٹ میں خط نہیں ڈالا رلیا رام نے خود ڈال دیا ہوگا۔ اور نیز بطور تسلّی دہی کے کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت پر فیصلہ ہو جائے گا۔ اور دو چار جھوٹے گواہ دے کر بریّت ہو جائے گی۔ ورنہ صورتِ مقدمہ سخت مشکل ہے اور کوئی طریقِ رہائی نہیں۔ مگر مَیں نے ان سب کو جواب دیا کہ میں کسی حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا جو ہوگا سو ہوگا۔

تب اس دن یا دوسرے دن مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ اور میرے مقابل پر ڈاکخانہ جات کا افسر بحیثیت سرکاری مُدعی ہونے کے حاضر ہوا۔ اسوقت حاکمِ عدالت نے اپنے ہاتھ سے میرا اظہار لکھا۔ اور سب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط تم نے پیکٹ میں رکھدیا تھا۔

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان پبلشر ابو الفضل قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

"میری فتح ہوئی"

"میرا غلبہ ہوا"

(الہام مسیح موعود)

از تقریر
حضرت مسیح موعود علیہ السلام
(۲۶۔ دسمبر ۱۹۰۶ء)

احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے

(بقیہ صفحہ ۲۲) اور یہ خط اور یہ پیکٹ تمہارا ہے؟ تب میں نے بلا توقف جواب دیا کہ یہ میرا ہی خط اور میرا ہی پیکٹ ہے۔ اور میں نے اس خط کو پیکٹ کے اندر رکھکر روانہ کیا تھا مگر میں نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی کے لئے بدنیتی سے یہ کام نہیں کیا۔ بلکہ میں نے اس خط کو اس مضمون سے کچھ علیحدہ نہیں سمجھا اور نہ اس میں کوئی پیچ کی بات تھی۔

اس بات کو سنتے ہی خدا تعالیٰ نے اس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا۔ اور میرے مقابل پر افسر

ڈاکخانہ جات نے بہت شور مچایا اور لمبی لمبی تقریریں کیں جن کو مَیں نہیں سمجھتا تھا مگر اسقدر میں سمجھتا تھا کہ ہر ایک تقریر کے بعد زبان انگریزی میں وہ حاکم نو نو کرکے اسکی سب باتوں کو رد کر دیتا تھا۔

انجام کار جب افسر مدعی اپنے تمام وجوہ پیش کرچکا اور اپنے تمام بخارات نکل چکا تو حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی۔ اور شاید سطر یا ڈیڑھ سطر لکھ کر مجھ کو کہا کہ اچھا آپ کے لئے رخصت۔ یہ سُن کر مَیں عدالت کے کمرہ سے باہر ہؤا اور اپنے محسن حقیقی کا شکر بجا لایا۔ جس نے ایک افسر انگریز کے مقابل پر مجھ کو ہی فتح بخشی۔ اور مَیں خوب جانتا ہوں کہ اُسوقت صدق کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اُس بلا سے مجھ کو نجات دی۔ مَیں نے اِس سے پہلے یہ خواب بھی دیکھی کہ ایک شخص نے میری ٹوپی اتارنے کے لئے ہاتھ مارا مَیں نے کہا۔ کیا کرنے لگا ہے؟ تب اُس نے ٹوپی کو

میرے سر پر ہی رہنے دیا کہ خیر ہے خیر ہے۔
زمانہ گزر جاتا ہے لیکن بات یاد رہتی ہے۔ اِس مقدمہ ڈاکخانہ میں ہم نے اللہ تعالیٰ کے پہلو کو اختیار کر لیا تو خدا نے ہماری رعایت رکھی۔ خدا تعالیٰ جھوٹ کی رعایت نہیں رکھتا۔ جھوٹ جیسی کوئی منحوس شئے نہیں۔ سچ والی ہر بات میں فتح ہوتی ہے۔ ہم پر سات مقدمات بنائے گئے۔ سب میں خدا نے ہم کو فتح دی
بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص اپنے مقدمہ میں سچا تھا لیکن پھر بھی اس نے سزا پائی۔ اصل بات یہ ہے کہ جو لوگ اس طرح سزا پاتے ہیں وہ درحقیقت کسی اور جھوٹ کی سزا پاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے ہاں ایک سلسلہ حساب ہوتا ہے۔ بٹالہ میں مولوی گل علی شاہ صاحب تھے وہ شیر سنگھ کے لڑکے کے استاد تھے۔ اور شیر سنگھ ایک جابر اور ظالم حاکم مشہور تھا۔ ایکدفعہ شیر سنگھ نے ایک باورچی کو کسی ادنیٰ قصور مثلاً ہانڈی میں نمک کی زیادتی پر سخت سزا

دی۔ مولوی صاحب سادہ مزاج آدمی تھے اور شیر سنگھ
انکی عزت کرتا تھا اور خاطرداری سے پیش آتا تھا۔
اسواسطے وہ بے تکلف اس کے ساتھ بات چیت کر لیا
کرتے تھے۔ سو اس موقعہ پر بھی مولوی صاحب نے شیر سنگھ
کو کہا کہ آپ نے تھوڑے سے قصور پر سخت سزا دی
ہے۔ اس نے جواب دیا کہ آپ نہیں جانتے اس شخص
نے میرا سو بکرا چوری کھایا ہے۔ ایسا ہی انسان گناہ
کسی اور موقعہ پر کرتا ہے اور پکڑا کسی اور موقعہ پر جاتا
ہے۔ انسان کے واسطے شامت اعمال کا ذخیرہ رکھا ہوا
ہوتا ہے۔ وہی اس کے پیش آجاتا ہے۔ جو شخص سچائی
کو پکی طرح اختیار کرتا ہے اور خدا کے لئے ہو جاتا ہے
خدا اس کی محافظت کرتا ہے۔ خدا جیسا کوئی قلعہ
نہیں۔ لیکن ادھوری بات فائدہ نہیں دیتی۔ پیاسے آدمی
کو اگر ایک دو قطرے پانی کے دیدئے جائیں۔ یا سخت
بھوکے کو روٹی کے ایک دو ٹکڑے کھانے کو دئے جائیں۔

تو وہ اتنے کے ساتھ بچ نہیں سکتا۔ ناقص اعمال خدا کو
خوش نہیں کر سکتے۔ یہ دنیا کے دھوکے ہیں۔ راستباز
مرسل ایسا نہیں کرتے بلکہ وہ کمال حاصل کرتے ہیں ؎

کسبِ کمال کن کہ عزیزِ جہاں شوی ۔ کس بےکمال ہیچ نیرزد عزیزِ من

ایک دوائی جاننے سے کوئی حکیم نہیں بن سکتا۔ اور ایک
سلائی کرتے سے کوئی درزی نہیں کہلا سکتا۔ لوگ خود
کمزوری دکھلاتے ہیں۔ اور پھر خدا کو طعنے دیتے ہیں۔
اور تھوڑی نیکی کو جتلانا گستاخی میں داخل ہے۔ مُخْلِصِیْنَ
لَہُ الدِّیْن بننا چاہیئے۔ دنیا دار تو خیرات بھی کرتا ہے تو
لوگوں کی آفرین چاہتا ہے۔ اگر ریا نہ ہوتا تو بہت لوگ
تھوڑے دنوں میں ولی بنجاتے۔ جو شخص خدا کا ہوتا ہے
خدا اس کا ہوتا ہے۔ مگر جو شخص اپنے ناقص اعمال کے
ساتھ خدا کو دھوکہ دینا چاہتا ہے وہ خود دھوکہ میں ہے۔
دنیا میں ایک عقلمند انسان کسی کے دھوکہ میں نہیں آتا
تو خدا تعالیٰ کس طرح کسی کے دھوکہ میں آسکتا ہے۔ مگر

ایسے افعالِ بد کی جڑ دنیا کی محبت ہے۔ اور سب سے بڑا گناہ جو اِس وقت مسلمانوں کے درمیان پھیلا ہوُا ہے وہ بھی دنیا کی محبت ہے۔ سوتے جاگتے۔ اٹھتے بیٹھتے ہر وقت دنیا کا غم لگا ہوُا ہے۔ اگر اسقدر غم کسی کو دین کے واسطے ہوتا تو بیڑا پار ہو جاتا۔ ملازم لوگ اپنی نوکری میں چُست رہتے ہیں۔ لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے تو فکر میں پڑ جاتے ہیں۔ خدا کی عظمت کو دل میں قائمُ رکھنا چاہیئے۔ اکثر لوگ ہتھیلی پر سرسوں جمانا چاہتے ہیں۔ دین کے کام میں برسوں صبر کرنے سے کام بنتا ہے۔ صرف پھونک مار دینے سے کام نہیں بن سکتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کیا یہ لوگ چاہتے ہیں کہ میں اتنے پر ہی راضی ہو جاؤنگا کہ وہ منہ سے کہدیویں کہ ہم ایمان لائے اور انکی آزمائش نہ کیجائے۔ اگر یہ سنت ہوتی کہ پھونک مارنے سے سب ولی ہو جاویں تو پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے اور اپنے اصحابؓ کو

امتحان میں ڈلواکر انکے سر نہ کٹوا دیتے۔ وہ بیوقوف
ہے جو خیال کرتا ہے کہ معرفت الٰہی کا حاصل کرنا حلوائے
بے دُود ہے۔ ہر ایک نعمت مشقت کو چاہتی ہے۔
ہندؤں میں بھی دیکھو کہ کسقدر فقر و فاقہ کے ساتھ
جوگی لوگ از حد محنت برداشت کرتے ہیں۔ عیسائیوں
میں بھی رُہبانیت ہوتی ہے۔ اسلام میں خدا تعالیٰ نے
یہ باتیں نہیں رکھیں اور ایسا زور نہیں دیا۔ تاہم یہ حکم
ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا۔ نجات وہی پا سکتا ہے جو
اپنے نفس کا تزکیہ کرے۔ بدعت۔ فسق و فجور۔ چوری
جھوٹ سب باتیں چھوڑ کر خدا کے واسطے الگ ہو جاوے
جس نے دین کو مقدم رکیا وہ خدا کے ساتھ مل گیا۔
نفس کو خاک کے ساتھ ملا دینا چاہیئے۔ خدا کو ہر بات
میں مقدم کرنا چاہیئے۔ یہی دین کا خلاصہ ہے۔ جتنے
بُرے طریق ہیں ان سب کو ترک کر دینا چاہیئے تب خدا
ملتا ہے۔

اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

دنیا میں دراصل کوئی شے بری نہیں۔ لیکن ہر ایک شے بد استعمالی سے بری ہو جاتی ہے۔ ورنہ ریا بھی برا نہیں۔ اگر خدا کے لئے کوئی ریا کرتا ہے تو وہ بھی ایک نیکی ہے۔ اسکی مثال اس طرح سے ہے کہ جب کوئی آدمی صدقہ دیتا ہے اور لوگوں کے سامنے دیتا ہے اور دل میں یہ نیت رکھتا ہے کہ لوگ مجھ سے خوش ہو جاویں۔ تب وہ گناہ ہے لیکن اگر دل میں یہ نیت رکھتا ہے کہ میری خیرات کو دیکھ کر دوسروں کے دل میں بھی نیکی کی تحریک پیدا ہو اور وہ بھی صدقہ دیویں۔ تو ریا جائز اور موجب ثواب ہے۔ ایسا ہی جو نماز لوگوں کے واسطے لوگوں کے سامنے پڑھی جاتی ہے وہ تو ریا میں داخل ہے۔ لیکن جو نماز نیک بندوں کی تاثیر صحبت سے فائدہ حاصل کرنیکے واسطے اور حکم خدا اور رسولؐ کے مطابق مسجدوں میں وقت مقررہ پر ادا کرنیکے واسطے پڑھی جاتی ہے۔ اسمیں ثواب ہوتا ہے۔ پس مسجدوں میں نمازیں

پڑھو اور گھروں میں بھی نمازیں پڑھو۔ ایسا ہی اخلاق بھی
محل پر برتے جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ
ایک شخص کفار کے مقابلہ میں اکڑ کر نکلا۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کو کسی کا اکڑ کر چلنا پسند نہیں مگر
اسوقت اس شخص کا اکڑ کر چلنا پسندیدہ ہے۔

دراصل خدا تعالیٰ نے کوئی شے بری نہیں بنائی۔ ہر
ایک شے کی بداستعمالی اسکو برا بنا دیتی ہے۔ تم یہ کوشش
کرو کہ ہر ایک قوت کا استعمال اس کے محل پر ہو۔

اسلام کی تعلیم فطرت کے مطابق ہے

اسلام کی تعلیم ہی ایسی ہے کہ ہر ایک قوت کو محل
پر استعمال کرنا سکھلاتی ہے۔ ان لوگوں پر افسوس ہے جو
صرف میٹھی باتیں سن کر فریب کھا جاتے ہیں۔ صادق ہر
حالت میں دوسروں کیواسطے شیریں ظاہر نہیں ہوتا۔ جس
طرح کہ ماں ہر وقت بچے کو کھانے کیواسطے شیرینی نہیں
دے سکتی بلکہ وقت ضرورت کڑوی دوائی بھی دیتی ہے۔

ایسا ہی ایک صادق مصلح کا حال ہے۔ یہی تعلیم ہر پہلو
پر مبارک تعلیم ہے۔ خدا ایسا ہے کہ سچا خدا ہے۔ ہمارے
خدا پر عیسائی بھی ایمان لاتے ہیں۔ جو صفات ہم خدا تعالیٰ
کے مانتے ہیں وہ سب کو ماننے پڑتے ہیں۔ پادری فنڈر
ایک جگہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ اگر کوئی ایسا جزیرہ ہو
جہاں عیسائیت کا وعظ نہیں پہنچا۔ تو قیامت کے دن ان
لوگوں سے کیا سوال ہوگا؟ تب خود ہی جواب دیتا ہے کہ
ان سے یہ سوال نہ ہوگا کہ تم یسوع اور اس کے کفارہ پر
ایمان لائے تھے یا نہ لائے تھے۔ بلکہ ان سے یہی سوال ہوگا
کیا تم اس خدا کو مانتے ہو جو اسلام کے صفات کا خدا
وحدہٗ لا شریک ہے۔ اسلام کا خدا وہ خدا ہے کہ وہ ہر
ایک جنگل میں رہنے والا فطرتاً مجبور ہے کہ اس پر ایمان
لائے۔ ہر ایک شخص کا کانشنس اور نور قلب گواہی دیتا ہے
کہ وہ اسلامی خدا پر ایمان لائے۔

حقیقت اسلام کو پھر قائم کرنا ہمارا کام ہے

اس حقیقت اسلام کو اور اصل تعلیم کو جس کی تفصیل کی گئی ہے آجکل کے مسلمان بھول گئے ہیں اور اسی بات کو پھر قائم کر دینا ہمارا کام ہے۔ اور یہی ایک عظیم الشان مقصد ہے جس کو لے کر ہم آئے ہیں۔

علمی۔ اعتقادی غلطیوں کی اصلاح

ان امور کے علاوہ جو اوپر بیان کئے گئے ہیں۔ اور بھی علمی اعتقادی غلطیاں مسلمانوں کے درمیان پھیل رہی ہیں جنکی اصلاح کرنا ہمارا کام ہے۔ مثلاً اِن لوگوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ اور اسکی ماں مسِ شیطان سے پاک ہیں اور باقی سب نعوذ باللہ پاک نہیں ہیں۔ یہ ایک صریح غلطی ہے بلکہ کفر ہے اور اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت اہانت ہے۔ اِن لوگوں میں ذرہ بھی غیرت نہیں رہی جو اِس قسم کے مسائل گھڑ لیتے ہیں اور اسلام کو بے عزت کرنیکی کوشش کرتے ہیں۔ یہ لوگ اسلام سے

بہت دور ہیں۔ اصل میں یہ مسئلہ اس طرح سے ہے۔ کہ
قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ پیدائش دو قسم کی
ہوتی ہے۔ ایک مسِّ روح القدس سے اور ایک مسِّ شیطان
سے۔ تمام نیک اور راستباز لوگوں کی اولاد مسِّ روح القدس
سے ہوتی ہے۔ اور جو اولاد بدی کا نتیجہ ہوتی ہے وہ مس
شیطان سے ہوتی ہے۔ تمام انبیاء مس روح القدس سے
پیدا ہوئے تھے۔ مگر چونکہ حضرت عیسٰی کے متعلق یہودیوں
نے یہ اعتراض کیا تھا کہ وہ نعوذ باللہ ولد الزنا ہیں اور
مریم کا ایک اَور سپاہی پنڈارا نام کے ساتھ تعلق ناجائز
کا ذریعہ ہیں۔ اور مسِّ شیطان کا نتیجہ ہیں۔ اس واسطے
اللہ تعالیٰ نے انکے ذمہ سے یہ الزام دور کرنیکے واسطے
انکے متعلق یہ شہادت دی تھی کہ انکی پیدائش بھی مسِّ
روح القدس سے تھی۔ چونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
اور دیگر انبیاء کے متعلق کوئی اس قسم کا اعتراض نہ تھا۔
اسواسطے انکے متعلق ایسی بات بیان کرنے کی ضرورت بھی

نہ پڑی۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین عبداللہ اور آمنہ کو تو پہلے ہی سے ہمیشہ عزّت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور اُنکے متعلق ایسا خیال و گمان بھی کبھی کسی کو نہ ہُوا تھا۔ ایک شخص جو مقدمہ میں گرفتار ہو جاتا ہے تو اسکے واسطے صفائی کی شہادت کی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن جو شخص مقدمہ میں گرفتار ہی نہیں ہُوا اسکے واسطے صفائی شہادت کی ضرورت ہی نہیں۔

معراج کی حقیقت

ایسا ہی ایک اور غلطی جو مسلمانوں کے درمیان پڑگئی ہوئی ہے وہ معراج کے متعلق ہے۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہُوا تھا مگر اسمیں جو بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ وہ صرف ایک معمولی خواب تھا۔ سو یہ عقیدہ غلط ہے۔ اور جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ معراج میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسی جسدِ عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے۔ سو یہ عقیدہ بھی غلط ہے

بلکہ اصل بات اور صحیح عقیدہ یہ ہے کہ معراج کشفی رنگ میں ایک نورانی وجود کے ساتھ ہوا تھا۔ وہ ایک وجود تھا مگر نورانی۔ اور ایک بیداری مگر کشفی اور نورانی جسکو اس دنیا کے لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ مگر وہی جن پر وہ کیفیت طاری ہوئی ہو۔ ورنہ ظاہری جسم اور ظاہری بیداری کے ساتھ آسمان پر جانیکے واسطے تو خود یہودیوں نے معجزہ طلب کیا تھا۔ جس کے جواب میں قرآن شریف میں کہا گیا تھا۔ قُلْ سُبْحٰنَ رَبِّیْ ھَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ کہدے میرا رب پاک ہے۔ مَیں تو ایک انسان رسول ہوں انسان اس طرح اُڑ کر کبھی آسمان پر نہیں جاتے۔ یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے۔

حدیث قرآن پر مقدم نہیں

ایک اور غلطی مسلمانوں کے درمیان ہے کہ وہ حدیث کو قرآن شریف پر مقدم کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط بات ہی قرآن شریف ایک یقینی مرتبہ رکھتا ہے اور حدیث کا مرتبہ

ظنی ہے۔ حدیث قاضی نہیں بلکہ قرآن اس پر قاضی ہے۔
ہاں حدیث قرآن شریف کی تشریح ہے۔ اسکو اپنے مرتبہ پر
رکھنا چاہیئے۔ حدیث کو اس حد تک ماننا ضروری ہے کہ
قرآن شریف کے مخالف نہ پڑے اور اسکے مطابق ہو لیکن
اگر اس کے مخالف پڑے تو وہ حدیث نہیں بلکہ مردود قول
ہے۔ لیکن قرآن شریف کے سمجھنے کے واسطے حدیث ضروری
ہے۔ قرآن شریف میں جو احکام الٰہی نازل ہوئے۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو عملی رنگ میں ادا کرکے دکھا دیا۔
اور ایک نمونہ قائم کر دیا۔ اگر یہ نمونہ نہ ہوتا تو اسلام
سمجھ میں نہ آسکتا۔ لیکن اصل قرآن ہے۔ بعض اہل کشف
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست ایسی حدیث
سنتے ہیں جو دوسروں کو معلوم نہیں ہوتیں۔ یا موجودہ
احادیث کی تصدیق کر لیتے ہیں۔

غرض اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں جو کہ ان
لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔ جن سے خدا تعالیٰ ناراض ہے۔

اور جو اسلامی رنگ سے بالکل مخالف ہیں۔ اس واسطے
اللہ تعالیٰ اب ان لوگوں کو مسلمان نہیں جانتا۔ جبتک کہ
وہ غلط عقاید کو چھوڑ کر راہ راست پر نہ آجاویں۔ اور
اس مطلب کے واسطے خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا
ہے۔ کہ میں ان سب غلطیوں کو دور کر کے اصلی
اسلام پھر دنیا میں قائم کروں۔

یہ فرق ہے ہمارے درمیان اور ان لوگوں کے
درمیان۔ انکی حالت وہ نہیں رہی جو اسلامی حالت
تھی۔ بہ مثل ایک خراب اور نکمے باغ کے ہو گئے۔
ان کے دل ناپاک ہیں۔ اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ایک
نئی قوم پیدا کرے جو صدق اور راستی کو اختیار
کرکے سچے اسلام کا نمونہ ہو۔ فقط

تمت بالخیر

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان پبلشر ایڈیٹر الفضل قادیان

[illegible]

شرائط بیعت

اول - بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جاوے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم - یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم - یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم - یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے +

پنجم - یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہرحالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا۔ اور ہر ایک مصیبت وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا +

ششم - یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا۔ اور قال اللہ و قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا +

ہفتم - یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا :

ہشتم - یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم - یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم - یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو